© rasailojaraid.com

میں سمندر ہوں میں موجوں میں بکھر جاؤں گا

میں ضیاء ہوں اندھیروں سے نہ ڈر جاؤں گا
زینہ زینہ قوم کے دل میں اتر جاؤں گا
میں تو حیراں ہوں کہ میرے وطن کے شاطر
خاک سمجھے ہیں مجھے مر کے بکھر جاؤں گا
کون کہتا ہے کہ یوں مر کے فنا ہوتے ہیں
میں بقا ہوں میں بقاؤں میں بکھر جاؤں گا
میں وہ آنسو ہوں جو پتھر کو بھی پگھلائے گا
میں سمندر ہوں میں موجوں میں بکھر جاؤں گا
لوگ کیا جانیں کہ اللہ سے تعلق کیا ہے
اس تعلق سے تو میں پل سے گزر جاؤں گا

وفا کو روپ مل گیا

قمر الحسنین

ہوا کے دوش پہ ضیاء جو سوئے منتہیٰ چلے
وفا کے رنگ و نور کو افق پہ یوں سجا کے چلے
کہ چاہتیں
جو روح کی غاروں میں چھپی تھیں سب نکل پڑیں
وہ ولولے جو تہ بہ تہ دبے دبے مچل رہے تھے سب ابل پڑے
اور لوگ جذب بے کراں لئے
کشاں کشاں رواں دواں
ضیاء کی لاش پہ اُمڈ پڑے
اور آنسوؤں کے سیل بے پناہ میں لاش کو نہا گئے
وفا کو روپ مل گیا
تو غل ہوا ضیاء مرا؟ نہیں مرا.
وہ مر کے پھر سے جی اٹھا افق افق پہ چھا گیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
اور
تدوینِ قانونِ اسلامی

بلا واسطہ جنابِ رسالت سے تفقہ کرتے رہے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تعریفی سند حاصل فرمائی کہ جسے قرآن سیکھنا ہو وہ عبداللہ بن مسعود سے سیکھے[1] ان کی ذہانت اور قابلیت دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں ان کو کوفے میں معلم بنا کر بھیجا[2] اور یہ وہاں کی جامع مسجد میں فقہ کا درس دیتے رہے، ان کے شاگردوں میں یمن ہی کے دو فاضل علقمہ اور اسود نخعی (ف ۵ھ) نے امتیاز حاصل کیا۔ اور کوفے میں حضرت ابن مسعودؓ کے جانشین بنے، علقمہ کے شاگردوں میں ابراہیم نخعی ایک اور یمنی نے مسجد کوفہ میں درس فقہ کا سلسلہ جاری رکھا، اور جب ابراہیم نخعی کی وفات ہو گئی تو حماد بن ابی سلیمان نے جو غالباً ایرانی تھے کوفے کی درس گاہِ فقہ کو مزید شہرت عطا کی ابو حنیفہ انہیں حماد کے شاگرد اور جانشین ہیں۔

صرف اتنا ہی نہیں، حضرت علیؓ بھی جو انا مدينة العلم وعلي بابها[3] کے خطاب سے بارگاہِ نبوی سے سرفراز ہوتے تھے[4] وہ بھی آخری عمر میں کوفہ چلے آئے۔ اور اس طرح حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ دونوں کے علوم کوفے میں جمع ہو گئے

۱۔ الاستیعاب لابن عبد البر صفحہ ۱۵۳۶،

۲۔ ایضاً ” ” ”

۳۔ یہ حدیث زبان زدِ عام تو ہے لیکن صحاح میں سے صرف ترمذی میں "انا دار الحكمة وعلي بابها" کے الفاظ میں وارد ہے اور ترمذی نے اُسے حدیث منکر قرار دیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مزید برآں یہ کہ مدینہ منورہ میں توسیع فقہ کے لئے شوریٰ اور اجماع کا ادارہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے خاصا منظم کر دیا تھا اس دور کے فیض یافتہ تابعین میں سے "فقہائے سبعہ" نے جلدی ہی بڑا امتیاز پیدا کر لیا اور ان سات ماہرین کی کمیٹی نے ایک طرح سے قانون سازی اپنے ہاتھ میں لے لی تھی،
سخاوی[1] نے وضاحت سے بیان کیا ہے کہ خود قاضی بھی مدینہ منورہ میں اس مجلس ہفت گانہ سے مشورہ لیتے اور اس کے فتوے کے پابند تھے، ان لوگوں کے نام قابل ذکر ہیں:۔

۱۔ ماہر قرآن وحساب ومیراث حضرت زید بن ثابت کے بیٹے خارجہ (جو طلحہ بن عبداللہ بن عوف کے اشتراک عمل سے تقسیم وراثت کے مقدمات فیصلہ کرتے۔ اور معاہدات کی دستاویزیں لکھتے)

۲۔ حضرت ابوبکرؓ کے پوتے قاسم،

۳۔ حضرت زبیر کے بیٹے عروہ

۴۔ بی بی میمونہ یا بی بی اُمّ سلمہ کے مولیٰ سلیمان بن یسار

۵۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود

۶۔ سعید بن المسیب

۷۔ عبدالرحمٰن بن عوف کے بیٹے ابو سلمہ یا حضرت عمر کے پوتے سالم یا ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام القرشی، اس ساتویں رکن کے تعین میں اختلاف ہے، اور تین نام لئے جاتے ہیں، جو تینوں مشہور فقیہ تھے، ممکن ہے مذکورہ بالا چھ میں سے بعض کے انتقال پر دو نئے ارکان اس کمیٹی میں شریک کر لئے گئے ہوں۔

امام ابوحنیفہ نے اپنے زمانے کی دنیائے اسلام کے اکثر اہم مرکزوں میں تعلیمی سفر اختیار کیا اور خاص کر مکہ اور مدینہ کئی دفعہ گئے اور مجلس ہفت گانہ فقہائے سبعہ کے جو ارکان زندہ تھے ان سے خوب فیض حاصل کیا تھا، اسی طرح حضرت علیؓ کے خاندانی سلسلے کے ممتاز ارکان امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور امام زید بن علی زین العابدین سے بھی سالہا سال استفادہ کیا اور آخر میں کوفے ہی میں متوطن ہو کر وہیں فقہ کا درس دیتے رہے۔

ان حالات میں کوئی حیرت نہ ہو اگر سفیان بن عیینہ نے اپنے زمانے کے حالات دیکھ کر یہ کہا ہو کہ "اگر کوئی غزوات و تاریخ اسلام کی تعلیم پانا چاہتا ہے تو اس کا مرکز مدینہ منورہ ہے،"

© rasailojaraid.com